مردہ ضمیر

از قلم نائلہ طارق کمبوہ

مکمل ناول

ناول بینک ویب پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ اپنی تحریر ناول بینک پر شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں سینڈ کردیں۔ آپ کی تحریر ناول بینک ویب پر شائع کردی جائے گی۔

E-mail : pdfnovelbank@gmail.com
WhatsApp : 92 306 1756508

ناول بینک انتظامیہ

مردہ ضمیر

(میری ذمے داری)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا کہا تم نے ان کو پڑھاؤ گی ہمارے خاندان میں لڑکیاں کب سے پڑھنے لگی تم پڑھاؤ گی انکو۔میں بھی دیکھتا ہوں تم میری مرضی کے بغیر کیسے پڑھاؤ گی ان کو ۔پہلے ہی میرے سر کا بوجھ ہیں۔ ،بٹیاں پیدا کر کے کم احسان کیا ہے مجھ پر جو تو یہ کرے گی اب۔"وہ راضیہ کو بالوں سے گھسیٹتے کمرے میں لے جا کر دروازہ بند کر چکا تھا ۔رضیہ کی چیخنے کی آوازوں نے کمرے سے باہر موجود ان دو وجودوں کو ایک دوسرے کا سہارا بنا دیا تھا۔

وہ غصے سے دروازہ کھولتا حقارت کی نظر ان پر

ڈالتا باہر کو نکل گیا۔

"امی امی۔"حیات بھاگ کر اپنی ماں کو سنبھالنے لگی جو ادھ منہی زمین پر گری پڑی تھی۔

"نور جاؤ پانی لے کر آؤ۔"اس نے ماں کو بازوں کے سہارے بستر پر بٹھایا۔

"امی آپ سے کتنی بار کہا ہے بابا سے ہمارے بارے میں بات نہ کیا کرو۔ہم انکو پسند نہیں ہیں۔"حیات رضیہ کے منہ سے نکلتے خون کو روئی سے صاف کر رہی تھی۔

"ہائے!! مجھے لگا شاید تمہارا ابا۔"

"امی آپ کو لگتا ہے وہ بدل سکتے ہیں وہ کبھی نہیں بدل سکتا۔فطرت کبھی بدلی ہے کیا ؟۔ ہمارے لئے اس سے لڑنا چھوڑ دے تھک گے ہیں ہم تجھے مار کھاتا دیکھ دیکھ کر اور نہیں دیکھ سکتے۔"۔حیات کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے تھے۔

"آپا پانی۔"حیات نے گلاس پکڑ کر اسے پانی پلایا۔

وہ دوا دے کر ان کو سلا چکی تھی، کچن میں کھڑی چائے بنا رہی تھی جب نور نے آ کر چولہے کو بند کیا۔

"کہاں دھیان ہے تمہارا چائے چولہے پر گر گی ساری۔" ۔ وہ انجان بنی پوچھ رہی تھی۔

"کہی نہیں تو چائے پیے گی۔"

"نہیں۔ایک بات پوچھو تجھ سے ؟۔"زمین سے نگائیں لگائے وہ سوال پوچھ رہی تھی۔

"ہمم۔"

"جب سے ہوش سنبھالا ہے امی کو ابو سے مار کھاتے دیکھا ہے کیا وہ ہمیشہ مار کھاتی رہے گی۔"

"مرد خود کو طاقت ور سمجھتا ہے۔ یہ دنیا مرد کی ہے، فیصلہ ہے تو اس کا، وہ عورت کو اپنا غلام سمجھتا ہے ۔پاؤں کی جوتی ۔ جوتی تو پھر زمین سے رگڑ کھاتی ہی ہے۔"حیات نور کو دنیا کی حقیقت بتا رہی تھی۔

"مجھے ڈر لگتا ہے امی کو کچھ ہو گیا تو ہمارا کیا ہو گا۔"نم کانپتی آواز اس کا دکھ بیان کر رہی تھی۔

"اللہ نہ کرے تو ایسی بات نہ کر۔"

"امی کی حالت دیکھی تو نے وہ ابے کی اب مار نہیں کھا سکتی۔"نور سر پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی۔

"تو رو نہ اللہ سے دعا کر۔"حیات امید ہی کر سکتی تھی یا صبر ،جو وہ ہمیشہ سے کرتی آ رہی تھی۔

"اللہ کرے ابا مر جائے سکوں مل جائے گا۔"

نور نے جھولی اٹھا کر دعا کی تھی۔

اردو ناول اور سٹوریز کی سب سے بڑی ویب سائٹ
www.urdunovelbank.com

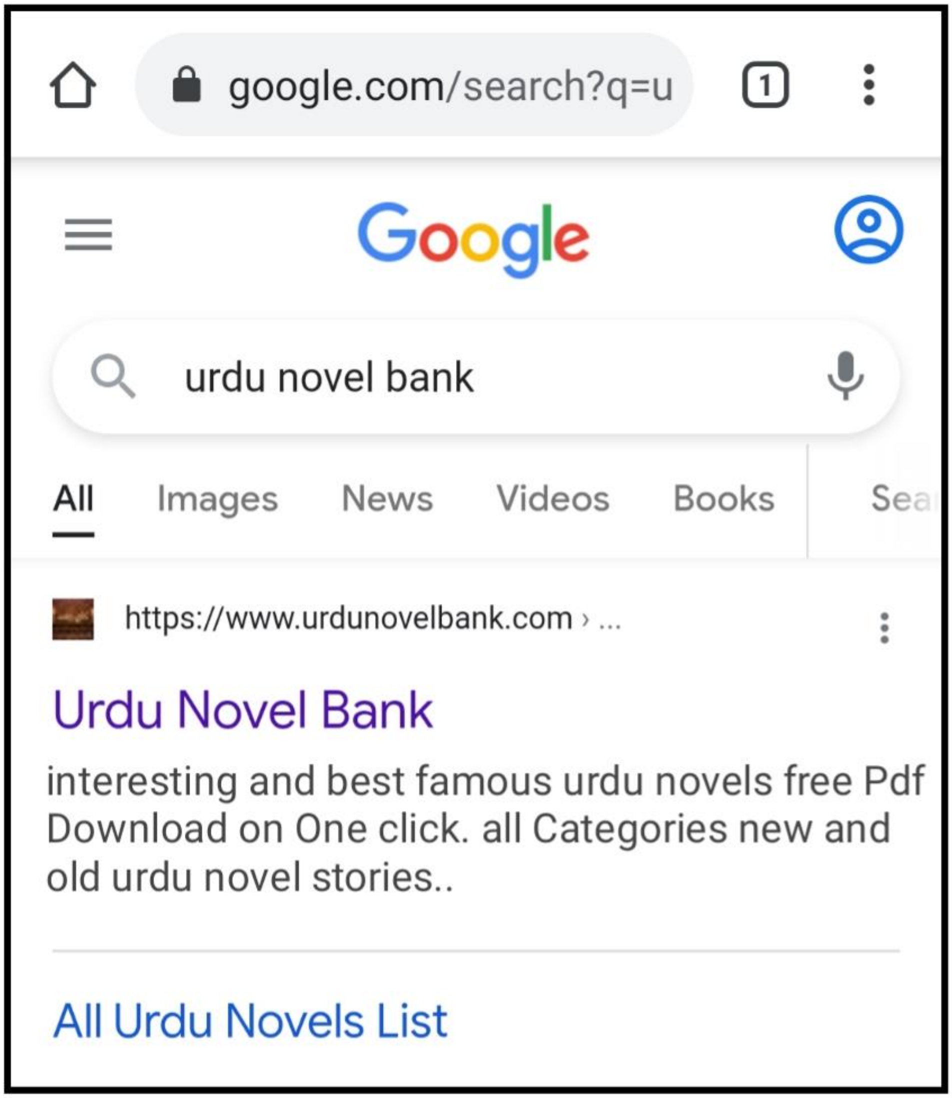

Urdu Novel Bank website
جہاں ملے آپ کو نئے
اور اچھے معیاری ناول
تمام کیٹگری میں۔۔۔

گوگل پر ٹائپ کریں
Urdu Novel Bank
اور ویب سائٹ سے
ڈاؤنلوڈ کریں ہزاروں
مکمل ناول مفت میں

"اچھا تو تم دونوں میرے مرنے کی دعائیں مانگتی ہوں کم بختوں۔" اقبال نے ان کی بات سنتے آ نور کا گلہ پکڑ لیا۔وہ اس اچانک حملے کا لئے تیار نہیں تھی ،اس لئے اقبال کی پکڑ اس پر جلد مضبوط ہو گی۔

"چھوڑ ابا چھوڑ دے نور کو۔تجھے اللہ کا واسطہ ہے ،مر جائے گی ابا چھوڑ دے ۔۔۔اب ایسا کچھ نہیں بولے گی۔۔۔چھوڑ دے چھوڑ دے "

نور کی سانس اکھڑ رہی تھی آنکھوں سے آنسو متواتر جاری تھے حیات اقبال کے ہاتھ کو کھینچ رہی تھی۔نور اب ہاتھ پاؤں مارتی خود کو بچانے کی کوشش کرنے لگی جو نا کام محسوس ہوئی پر اقبال کی پکڑ ڈھیلی پڑی جب کھانسی کا ایک لمبا دورہ اسے پڑا تو نور کو چھوڑتا کچن سے نکلا۔

نور کا وجود زمین پر ڈھیر ہو گیا۔پانی اس کے وجود پر سے بہنے لگا،آنکھیں لال ہو گی ،خوف سے ہونٹ ایک دوسرے سے بجنے لگے۔

"نور پانی پی۔" حیات نور کے منہ کو پانی کا گلاس لگا رہی تھی۔

"سانس لے آرام سے۔سانس نے نور "نور نے ایک گہرا سانس اپنے حلق سے آزاد کیا جس کے ساتھ ہی آنکھوں نے بھی اپنا ضبط تھوڑا اور نور آواز کے ساتھ رونے لگی۔

"حیات ابا ایسا ہوتا ہے۔روز مارتا ہے اپنی نفرت سے آج مار ہی دیتا تو اچھا تھا۔"نور سانس بحال کرتی بولی۔

"موت تو آزادی ہے قید تو زندگی ہے جو انسان کو اپنے اندر ایسے زنگ دار تالے کی حدود میں رکھتی ہے جہاں جب تک قیام رہے ایک ایک سانس کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔موت تو آرام ہے ،مشقت تو زندگی میں ہے۔ تو ابا کی زندگی مانگ اور چھوڑ دے رب پر۔"

---------------------------------حال

------،--------،----------۔------

"ہمم حیات پھر تم یہاں کیسے پہنچی؟ مطلب آج تمھارے پاس اپنا گھر ہے ،تمہاری بہن اچھی یونیورسٹی میں پڑھ رہی ۔یہ سب کیسے ؟۔"

اس نے قہقہ لگایا اور ایک دم چپ ہو گی۔ٹوٹی کرچیاں سمیٹنے میں اب وہ ماہر ہو چکی تھی۔

"ہر کامیابی بہت بڑی قیمت ادا کرنے کے بعد ملتی ہے. کچھ حاصل کا اخراج ادا کرتا کرتا انسان خود ختم ہو جاتا ہے حذیفہ۔"حیات نے آج سے پہلے اپنے ماضی کو کبھی گنھگالنے کی کوشش نہیں کی ، زندگی میں ایسے دھوکے کھا چکی تھی کہ کسی کو اعتبار کے قابل سمجھنا اسے غلطی لگتی لیکن اب وہ انسان کو پرکھنے کا ہنر سیکھ چکی تھی۔

ماضی

"میں نے آج تک تمھاری ہر بات مانی ہے یہ نہیں مانوں گی۔"

"تم کون ہوتی ہو یہ کہنے والی۔یہ میری مرضی ہے ،میں جو چاہو گا کرو گا ۔"اقبال نے اسے بالوں سے پکڑا۔ پر اس بار اس نے خود کو اسکی گرفت سے چھڑوایا لیا ۔

"اب نہیں اقبال، مجھ پر جو تم نے ظلم کیا آج تک میں برداشت کرتی آئی ، آج بات میری بیٹیوں کی ہے آج نہیں اقبال آج نہیں۔"

"دیکھتا ہوں تم مجھے کیسے روکتی ہو۔"اقبال اسے ہٹا کر حیات اور نور کے کمرے کی طرف بڑھا، جو ڈر کے مارے دروازہ بند کر کے بیٹھی تھیں۔

"حیات کھول دروازہ۔ میں کہہ رہا ہوں کھول دروازہ۔

میں آخری بار کہتا ہوں کھول دروازہ۔"اقبال زور زور سے دروازہ بجا رہا تھا۔

"ہم نہیں کھولیں گے ابا، تم مار دو ہمیں لیکن حیات کے ساتھ یہ نہ کرو۔بیٹیاں ہے ہم تمہاری تھوڑا تو ترس کھا لو۔"حیات ڈر میں کم صدمے میں زیادہ تھی۔ وہ جانتی تھی اقبال ان سے نفرت کرتا ہے پر وہ یہ نہیں سوچ سکتی تھی کہ وہ یہ بھی کر سکتا ہے۔

"میں کہہ رہا ہوں کھولو ورنہ توڑ دوں گا۔"نور کے جواب نے اسے تعش دلا دیا تھا۔اب وہ دروازے کو اپنی پوری ہمت سے کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔حیات تو گم سم سی ہو گئی تھی۔نور دروازے سے ٹیک لگائے اقبال کا مقابلہ کرنے میں لگی تھی۔اقبال کے کھانسنے کی آواز آنے لگی جو بڑھنے لگی اور ایک دم سے خاموشی چھا گی۔نور محلے سے آنے والی اب مختلف آوازیں سن سکتی تھی۔

"لگتا ہے ابا چلا گیا حیات۔"

نور دروازے سے ہٹ کر حیات کے پاس بیٹھ گی۔

"ڈرو نہیں حیات میں اور امی تمہیں کچھ نہیں ہونے دیں گے۔"لیکن حیات گھٹنوں کو اپنی باہوں کے حصار میں لئے خاموشی کو اپنے اندر اتارتی آنکھیں بند کر گی۔

"تمہیں لگتا ہے مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"وہ نظریں جو کچھ دیر پہلے بند ہوئی تھی اب نور سے سوال کر رہی تھیں۔نور تھی کے سمجھ نہیں پا رہی تھی حیات کو جواب کیا دے۔اس نے نظریں مخالف سمت میں کر جواب تو دے دیا تھا۔

" ابا نے جب جب ہمیں مارا تو مجھے لگا ہم غریب ہیں اس لئے جب جب اس نے ہمیں بوجھ کہا مجھے لگا اسے بیٹے کی خوائش تھی۔"حیات آنکھیں پھر سے بند کر گی۔ٹھنڈی آہ نے اندر بڑھے گھوبار کو ہوا دی۔اندر کے صحرا میں ہل چل سی ہونے لگی۔

"میں غلط تھی نور ، باپ ایسا نہیں ہوتا وہ صرف مرد ہے۔ مرد بھی وہ جس کے لئے عورت صرف ایک جسم ہے۔ وہ اس سے صرف فائدہ چاہتا ہے بیشک وہ اس کی گھر کی

ہی کیوں نہ ہو۔وہ ہم سے نفرت نہیں کرتا اسے صرف ہم سے مفاد چاہیے تھا جو آج تک ہم اسے دے نہیں پا رہی تھی "حیات کی آنکھ سے آنسو بہہ نکالا۔

"حیات ہمارا ابا بس ایسا ہے۔کلثوم کے ابا ، روشنا کا ابا وہ تو بہت اچھے ہیں۔"

"کسی کے حصے فرشتہ تو کسی کے حصے شیطان آتا ہے۔کچھ کی قسمت اللہ سیاہ قلم سے لکھتا ہے اور جانتی ہوں وہ اسے تب تک زرخیز نہیں کرتا جب تک انسان خود کوشش نہ کرے نور۔" حیات نے کہتے ہی اپنی آنکھوں کو صاف کر سر تان لیا۔

"حیات دروازہ کھولو۔ہائے حیات تیرا ابا۔"

حیات اور نور دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور دروازے کی طرف لپکی۔اقبال زمین پر گرا بیہوش تھا۔راضیہ رو رہی تھی۔نور حیات ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔

جیسے تیسے کر وہ دونوں اقبال کو ہسپتال لے آئی تھی۔وارڈ کے باہر کھڑی وہ ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہی تھیں۔نور نے جا کر حیات کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"مجھے نہیں لگتا ہمیں ابا کو لانا چاہیے تھا، اس کی موت ہماری زندگی کے لئے بہتر ہے۔"

نہیں نور نہیں، میں نے کہا تھا نہ ، موت آزادی ہے۔ ابا کی زندگی کی دعا کر ، زندگی کی قید اس کی سب سے بڑی سزا ہو گی۔"

اس سے پہلے نور کچھ کہتی ڈاکٹر وارڈ سے باہر آیا۔

"پیشنٹ کے ساتھ کون ہے ؟"حیات نے آگے بڑھ کر خود کو دعوے دار بتایا ۔

" پیشنٹ کو پرالائسس ہو گیا ہے۔"

"کیا کہا آپ نے؟" نور کو سمجھ نہیں آیا تھا۔وہ جو سن رہی تھی سچ تھا ایک مضبوط ظالم اب لا چار ہو چکا تھا۔

"فالج ہو گیا ہے آپ کے مریض کو۔ ان کا خیال رکھیے گا۔آپ شام تک جا سکتے ہوں۔اب وہ خطرے سے باہر ہے۔"ڈاکٹر کہہ کرجا چکا تھا۔

"وہ نہیں ہم خطرے سے باہر ہیں۔"نور کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔

حال

"اہ تو تمھارے گھر میں بزرگ تمہارا والد ہیں۔"حذیفہ نے پر سوچ انداز میں کہا۔

نہیں۔حیات نے سامنے دیکھ کر کہا تو حذیفہ نے اس کے چہرے کا تاثرات دیکھیں جو ہمیشہ یکساں رہا کرتے تھے آج بھی لکیر برابر تبدیلی نہیں آئی تھی۔

"پھر کون ہے وہ ؟"

ایک انسان جس سے صرف انسانیت کا رشتہ ہے میرا۔میں بس اس رشتے کو نبھانے کی کوشش کرتی ہوں۔"

حذیفہ سمجھ چکا تھا یہ بھی کہ وہ اقبال کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی۔

"اور تمہاری امی کبھی نظر نہیں آئی۔"

ایک نظر حذیفہ کو دیکھ پھر سے چہرہ سامنے موجود منظر پر رکھ لیا۔

حذیفہ جاننا تو سب چاہتا تھا لیکن وہ واحد تھا جو حیات کو سمجھتا تھا۔حیات جو کہہ نہیں پاتی تھی وہ اس کے وہ احساس بھی محسوس کر لیتا تھا جو اس نے دل کے کسی کوچے میں چھپا رکھے تھے۔

"حیات گھر چلیں کافی دیر ہو گی ہے۔"

حذیفہ کی بات پر بنا جواب دیے وہ گاڑی کی جانب چل دی۔وہ ایسی ہی تھی۔

وہ بالکنی میں کھڑی چاند کو نہار رہی تھی جب نور چائے کا کپ لے کر آئی۔ نور سمجھتی تھی اسے اس کے آنے کی خبر نہیں ہوتی نہیں وہ ایک وقت پہلے سے قدموں کی آہٹ اور اس کی نزدیکی بھانپ لیتی تھی۔ یہ عادت اب اس کی پختہ تھی۔

"یہاں کیا کر رہی ہوں۔ تمہیں سو جانا چاہیے۔" حیات نے نور کے ہاتھ سے کپ پکڑ لیا۔

"بچے سو گے ؟"

"جی آپی سو گے۔"

"کتنے سال گزر گے لیکن دن گزر کر رات کو اپنے ساتھ وہ وقت اس کی یادیں واپس لے آتا ہے۔" نور نے چائے کا سپ تکلیف کے ساتھ حلق سے اتارا۔

"نور یہ جو سوچیں ہوتی ہیں نہ یہ وقت کو بھی مات دے دیتی ہیں۔ یہ جس دن ختم ہو گی زندگی آسان ہو جائے گی۔"اب حیات نے بھی کپ کو منہ لگایا تھا۔کچھ دیر دونوں خاموش رہی۔

"پھر تو نا ممکن ہی سمجھو ۔ نہ جسم سے دماغ نکلے نہ سوچیں ،سکون دل کے کام چھوڑ جانے پر ملے گا۔یعنی یہی سچ ہے سکوں تو بس قبر میں ہے "

"یقیناً۔"

"حیات۔"نور کچھ کہتی کہتی رکھی۔۔

"میں چاہتی ہوں تم شادی کر لو۔"نور کی بات سن کر اس نے اسے دیکھا پر بولی نہیں۔

"مجھے بھائی حذیفہ اچھے لگتے ہیں،آپ کی کیئر بھی کرتے ہیں۔اور مجھے لگتا ہے پیار بھی۔ وہ آپ کے لئے پرفیکٹ میچ ہیں۔"

"تمہیں کم سوچنا چاہیے۔اب جاؤ سو جاؤ مجھے بھی سونا ہے۔"

''اچھا حیات لیکن سوچنا ضرور۔''نور جاتے جاتے بھی اسے تنبیح کر گی پر حیات ابھی بھی چاند کو تاڑ رہی تھی۔نور کی بات نہ اسے حذیفہ کا سوال یاد کروایا۔ایک آنسو اس کی آنکھ سے نکل کر خاموشی سے چہرے سے اتر گیا۔ رات کب دن میں بدلی اسے خبر نہ ہوئی۔تیار ہو کر وہ گھر سے نکل گی۔ کار کچھ ہی دیر میں سمندر کے نزدیک رکی۔فون پکڑا ،کچھ سوچ کر نمبر ڈائل کیا ،بات کر کے پانی کی لہروں کو اٹھتا ،جوش میں آتے ہی ساحل سے ٹکرا کر زیر ہوتے دیکھنے لگی۔درد ٹھاٹھے مارتا سمندر کی ان لہروں سے بھی زیادہ اس میں شور مچا رہا تھا۔اتنے میں وہ آ گیا جس کا انتظار تھا۔

کیا ہوا حیات ؟ٹھیک ہو نہ تم ؟ تم نے جلدی آنے کو کیوں کہا ؟ حذیفہ نے بنا سانس لئے سوال کیے تو اسے نور کی بات یاد آ گی۔ہاتھ کے اشارے سے ریت پر اپنے نزدیک بیٹھنے کو جگہ دی تو وہ بھی بیٹھ گیا۔کچھ پل کی خاموشی کے بعد وہ بولی۔

ایک دن مجھے نور کی کال آئی صبح صبح ہی۔ہزاروں خیال ذہین میں آئے۔ مجھے لگا ابا کو آزادی مل گی۔یہ سوچ کر کوئی احساس نہیں ہوا نہ خوشی کا نہ دکھ کا۔ کال اٹھائی تو پتہ لگا ابا نہیں امی کو آزادی مل گی۔کچھ دیر کو وہ پھر خاموش ہو گی۔حذیفہ سمجھ گیا تھا آج وہ درد کو بہانے آئی ہے۔گم کو ہلکا کرنے کے لئے کسی نہ کسی کندھے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس نے اس کے لئے حذیفہ کو چنا تھا۔حذیفہ نے اپنی اہمیت کو محسوس کیا۔

ماضی

"حیات امی چلی گی ہمیں چھوڑ کر حیات اماں چلی گی"۔ نور زارو قطار رو رہی تھی حیات کی آنکھیں بھی کہاں ضابط میں تھی۔

"حیات اس نے مارا ہماری اماں کو ،بہت ستایا تھا ،بہت مارا بھر روئی امی یہ ظالم تھا۔میری ماں اس کی خدمات کرتی مر گی۔حیات میں نے خود دیکھا۔اس سے جان بوجھ کر پانی کا گلاس گرایا اس حالت میں بھی شیطان ہی ہے یہ امی گر گی امی ایک سانس بھی نہ لے سکی۔۔حیات نہ لے سکی۔وہ قتل ہے ہماری ماں کا۔۔قتل "

حیات نے آنسوؤں بھری آنکھ سے اسے دیکھا جس کا چہرہ ثابت کر رہا تھا نور کا ہر حرف درست تھا۔۔

حال

"اچھا، ایک بات پوچھو حیات؟ "

"ہاں۔"

"تم نے کہا کال کی نور نے ،تم کہاں تھی۔؟"

حیات نے پاؤں سے ریت کو ہٹاتے کہا۔

"اپنے شوہر کے گھر۔"

حیات نے ٹھنڈے لہجے سے کہہ تو دیا لیکن یہ الفاظ حذیفہ کا دل پر قیامت گزار گے۔۔۔

ماضی

"دروازہ کھولو۔ کیا سمجھتے ہو اقبال ہم سے بچ جاؤ گے۔"۔راضیہ نور اور حیات آوازیں سن رہی تھی لیکن دروازہ نہ کھولا کچھ دیر میں 3 لوگ دروازہ تھوڑ کر گھر میں داخل ہو گے۔حیات اور نور راضیہ کی اوڑھ میں چپ گی۔

"کیا کیا چاہیے تم لوگ کون ہو ؟"

"اقبال کہاں ہے ؟" ان میں سے ایک اس کے سامنے کھڑا بولا تو راضیہ کی آواز حلق میں ہی اٹک گی۔اتنے میں ان میں سے گھر میں داخل ہوا اور اقبال کو وہیل چیئر پر باہر لایا۔

"یہ اسے کیا ہوا ہے۔؟"

اس شخص نے ایک نظر اقبال کو دیکھا تو راضیہ سے پوچھا۔

" فالج"۔ڈر کے مارے وہ صرف اتنا ہی بول سکی۔

"حیات کون ہے ؟"

وہ تینوں اب مزید ڈر گی تھیں۔ راضیہ نے دونوں ہاتھوں سے حیات اور نور کو اپنے پیچھے کیا تھا۔اس شخص نے اس بار اپنے سے زیادہ اونچی آواز میں کہا تھا۔

"حیات کون ہے ؟----لگتا ہے نہیں بتاؤں گی تم لوگ۔تینوں کو لے چلو اور اس کو بھی۔"اقبال کو دیکھ اس نے پیچھے کھڑے آدمیوں کو حکم دیا۔ وہ یہ جانتی تھی کہ یہ سب اقبال کی وجہ سے ہے لیکن ڈر انہیں اس خطرے کا تھا جس کے بارے میں وہ رتی برابر بھی نہیں جانتی تھیں۔ کچھ ہی دیر میں حیات کے سامنے ایک 45 سال کا مرد کھڑا تھا۔چہرے پر ہلکی سی داڑھی ،سفید سوٹ چادر کندھے پر رکھے وہ اس عمر میں بھی ایک نوجوان سا خوبصورت لگ رہا تھا۔

"باقی سب کو گیسٹ ہاؤس میں حفاظت سے پہنچا دو مجھے حیات سے بات کرنی ہے۔"

نور ،راضیہ حیات کو دیکھنے لگی ڈر ان کے جسموں سے جان نکال چکا تھا۔

"امی نور جاؤ آپ لوگ۔وہ جانتا ہے اب ہمارے ساتھ کیا ہو گا وہ بہتر جاننے والا ہے۔"حیات نے خود کو اور اسے اللہ پر یقین کرنے کا کہا تھا۔نور اور راضیہ کو جانے کے بعد اس انسان نے حیات سے قدم در قدم فاصلہ کم کیا کچھ فاصلہ قائم رکھتا اس نے اپنی چادر اتار کر ہاتھ میں پکڑی۔

"حیات ،میرا نام حمزہ ہے۔اقبال نے تمہیں مجھے بیچا ہے-----"۔کہہ کر کچھ لمحے رکا اسے لگا شائد حیات کچھ بولے گی پر اس کی خاموشی نے اسے احساس دلوا دیا، اسے اب اس کی بات پوری کرنی تھی۔

"تمہیں پہلی بار اسٹور پر دیکھا تھا۔جب تم وہاں سے نکل کر سڑک پار کرنے لگی اور اس بچے کو بچا لیا جو اگر تم اسے وقت پر نہ تھامتی تو مر جاتا----"۔خاموشی----

"مجھے کینسر ہے حیات۔۔۔"۔حیات نے اسے آنکھ اٹھا کر دیکھا تھا۔وہ سوچ رہی تھی وہ اسے یہ سب کیوں بتا رہا ہے۔آخر وہ تھا کون دوست یا دشمن۔۔

"میرے 2 بچے ہیں، جڑوا ان کی ماں انھیں دنیا میں لاتی ہی دنیا سے رخصت ہو گی۔وہ اب دونوں چار سال کے ہیں۔ہمیں اللہ نے اولاد تاخیر سے نوازی تھی۔ان دونوں میں جان بستی ہے میری۔کینسر لسٹ اسٹیج پر ہے۔۔"۔۔حمزہ کی آواز نم پڑی جسے حیات نے بھی محسوس کیا۔بے بسی ، غم ویسے ہی جیسا وہ کئی بار محسوس کر چکی تھی۔

"میرے مرنے کے بعد کوئی ایسا نہیں جس پر میں یقین کر سکو۔ میرے اپنے ہی دولت کی لالچ میں میرے بچوں کو تباہ کر دیں گے۔۔نہ جانے کیوں لیکن میں تم پر یقین کرنا چاہتا ہوں۔جب تمہارے ابو سے کہا تو اس نے مجھ سے پیسے مانگے اور کہا نکاح کے بغیر وہ تمہیں ہمارے گھر میں نہیں رہنے دے گا۔

کافی سوچا، میرے مرنے کے بعد تمہارا بچوں سے ایسا رشتہ ہونا چاہیے جو معاشرے کے لئے قابلِ قبول ہو۔دنیا میں مردہ ضمیر کے زندہ انسان رہتے ہیں جو اس تاک میں لگے ہے کہ اس کا رفیق کمزور پڑے اور وہ ہڈیوں سمیٹ اسے ہ کر جائے۔۔ ۔کہتا وہ خاموش ہو گیا۔خوش کو کمپوز کرتے اس نے دوبار الفاظ کا چناؤں کیا۔

"فیصلہ تمہارا ہو گا۔میں صبح کا انتظار کرو گا۔اب تم اپنی ماں بہن کے پاس جا سکتی ہو۔"

حیات کافی دیر اس کی پیٹ دیکھتی رہی اور پھر دروازہ کھول کر باہر گئی جہاں کچھ لوگ اسے نور اور راضیہ کے پاس لے گے۔۔۔

"حیات حیات کیا کیا اس شخص نے تمہارے ساتھ۔بتاؤ "

"حیات میری جان نکل جائے گی بیٹی بتاؤ۔"حیات اپنا بے جان جسم لئے چلتی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گی۔نور اور راضیہ اسے آوازیں دیتی رہی پوچھتی رہیں لیکن اسے بس حمزہ کی بات سنائی دے رہی تھی۔

"میں تم پر یقین کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں تم پر یقین کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں تم پر یقین کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں اس انسان سے نکاح کرو گی۔"سارے سوال ہوا میں رہ گے جب حیات نے اپنا فیصلہ سنایا۔

"کیا کہاں؟ کیوں؟"

نور نے سوال کیا تو اس نے سب داستان سنا دی۔اب نور کے پاس کرنے کو مزید کوئی سوال نہ تھا۔رضیہ بھی خاموش ہو گی۔خطرہ ٹل گیا تھا یا سر پر چادر اوڑھ چکا تھا یہ وقت ہی بتا سکتا تھا۔

حال

"مطلب تمہارا نکاح ہو چکا ہے لیکن تم نے کبھی بتایا نہیں؟"حذیفہ نے دھیمی آواز میں پوچھا تھا۔وہ ہلکا سا مسکرائی اور کھڑی ہو گئی۔

"چلو۔"

"کہاں؟"جواب دے بغیر حیات چلتی کارتک پہنچی تو حذیفہ بھی اس تک پہنچ گیا۔

"کار تم چلو گے، گھر چلتے ہیں۔ "حذیفہ نے بنا کوئی سوال کیے اس کی بات پر عمل کیا۔ جلد ہی دونوں گھر میں داخل ہوئے۔ حیات کے قدموں کی آواز سنتے وہ دونوں اس کی جانب بھاگے تھے۔

"امی آ گئی ،امی آ گی۔۔آج جلدی آ گی آپ۔"۔وہ 8 سال کے بچے اس سے لپٹ گے تھے۔ حذیفہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔حیات کی شادی اور بچوں کا ذکر تو اس نے کبھی نہیں کیا تھا۔

"یہ کون ہے امی ؟" دونوں نے حذیفہ کو دیکھا تو حیات کو چھوڑ اس کی طرف بڑھے۔

وہ ہنس ہنس کر اسے دیکھ x" السلام علیکم۔انکل، میں عادی اور یہ میری بہن ذوی۔ رہے تھے۔

"بچوں، یہ حذیفہ ہے آپ بی اماں کو بتاؤں گھر مہمان آیا ہے۔"۔حیات نے کہا تو وہ دوڑتے اندر کو بھاگے۔اور وہ دونوں بھی گھر میں داخل ہوئے۔حیات نے اسے بیٹھنے کو کہا تھا۔

"عادی اور ذوی حمزہ کے بچے ہیں۔حمزہ کے انتقال کو 3 سال 5 مہینے ہو چکے ہیں اور اس وقت نے مجھے کب ان کی ماں بنا دیا پتہ نہیں لگا۔حمزہ کے انتقال ہمارے نکاح کے 3 دن بعد ہو گیا تھا۔ انہوں نے بچوں کی سر پرستی مجھے دی اور میں تا عمر اسے نبھاؤں گی ــــــلیکن ایک وقت آیا تھا جب مجھ سے غفلت ہو گی وہ وقت میں کبھی نہیں بھول سکتی جب میں نے کچھ انسانوں کو اتنا ظلم پایا کے 5 سال کے بچوں پر تشدت کی انتہا کر دی۔"

ماضی

"بچے کہاں ہیں امی بچے نظر نہیں آ رہے۔"نور سارے گھر میں بچوں کو تلاش کر رہی تھی۔پچھلے دو گھنٹے سے اس نے گھر کو کئی بار چھان مرا تھا۔نور کو سر پکڑے اس نے دیکھا تو آفس سے ابھی آئی تھی۔حمزہ کا سارا کاروبار اب وہ سمنبھلا کرتی تھی۔

"کیا ہوا نور پریشان کیوں ہو ؟ "

"آپی وہ بچے۔"

"کیا بچے ؟کہاں ہیں بچے ؟"

"وہ مل نہیں رہے پتہ نہیں کہاں چلے گے۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا کہاں چلے گا۔گھر میں دیکھا؟"؟حیات نے پریشانی سے بیگ کندھے سے اتار پھینکا۔

"ہاں حیات ہر جگہ دیکھا نہیں ملے۔"نور کہتی رونے لگی جب حیات کا فون بجا۔۔اس نے بنا وقت گوائے فون اٹھایا وہ جانتی تھی بچے کہاں تھے۔

"کیا چاہیے تمہیں کہاں ہے میرے بچے؟"

دوسری طرف سے کسی نے جواب دیا تھا۔

"جو چاہیے لے لو بچے واپس کر دو۔"

"اچھا اچھا میں آ جاؤ گی بچوں کو کچھ نہ کرنا میں سب لے اؤ گی۔"۔وہ بات کر ہی رہی تھی کہ فون بند ہو گیا۔

"ہیلو ہیلو۔"کہتی بے بسی سے فرش پر بیٹھ گئی۔"نور اندر سے میری چیک بک لاؤ۔اور فیکٹری کے کاغذات۔"

"لیکن آپی وہ اگر یہ لے کر بھی بچے نہ دے گے تو ہم یہ بھی گواہ دے گے۔"

"یہ ہمارا تھا بھی نہیں ان بچوں کا ہی ہے اور وعدہ کیا تھا میں نے حمزہ سے میں مر کے بھی بچوں کی حفاظت کرو گی -----لاؤ فورن"

"اچھا آپی۔"۔نور کچھ ہی دیر میں سب لے کر آ گئی اور حیات بتائیے گے ایڈریس پر پہنچ گئی۔کوڑے کے ڈیڑھ سے ہوتی وہ آگے بڑھی۔سامنے بچے چیئر پر رسی سے باندھے گے تھے۔انھیں دیکھ کر لگتا تھا انھوں مرا گیا تھا۔اس سے پہلے حیات بچوں تک پہنچتی ایک شخص نے اس کے سر پر پستول رکھ دی۔

"جو جو آپ نے کہا سب لا کر آئی ہوں بچے واپس دے دو۔"۔حیات نے اس کے کہنے سے پہلے ہی کہ دیا تھا اس کی بات پر وہ قہقہہ لگاتا اس کے سامنے آیا۔

"اصغر بھائی آپ۔آپ نے یہ سب کیا۔ کیوں ؟"

"آپ کو حمزہ کا چچا ذات ہے کیوں ؟ "

"ابے چپ۔ کون بھائی۔ جیتے جی اس کے چھوڑا گیا ملا اور جب امید ملی کے مر جائے گا اور سب میرا تو تم اسے نکاح کر کے ہمارے سر پر لا کر بٹھا دیا۔یہ سب دولت مجھے ملنی چاہیے تھی۔تمہیں نہیں۔"۔اس نے اندر کا سارا گوبھار باہر نکالا۔

"شرم آنی چاہیے آپ کو آپ مجھے کہہ دیتے میں سب دے دیتی ایسی ذلیل حرکت کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔لے لو سب اور بچے دے دو مجھے۔۔۔"۔حیات نے اسے کہا تو وہ پھر ہنسنے لگا۔

"تم نے کیسے سوچ لیا میں تمہیں اور بچوں کو زندہ چھوڑو گا۔۔۔"۔اصغر نے گن لوڈ کی اس سے پہلے وہ حیات پر فائر کرتا ایک گولی اسے آ لگی۔پولیس نے ہر طرف سے اس کو گھیر لیا۔ نور بھی ان کے ساتھ تھی جسے دیکھ کر حیات کو ہمت ملی تھی۔حیات بچوں کی طرف بڑھی جب اصغر کی پستول سے نکلی گولی نے اس کے قدم جما دیئے۔آنسوؤں

اس کی رخسار سے ہوتے زمین پر گرے۔جلدی سے بھاگ اس نے عادی کو رسی سے آزاد کر اپنی گود میں اٹھا لیا۔

"عادی اٹھو بچے اٹھو۔عادی---"۔گولی نے عادی کے نازک جسم پر سے کھول کی ندی بہا دی تھی۔وہ ننگے پاؤں وہاں سے بھاگی.کار میں اسے بٹھایا اور ہسپتال لے گئی۔وہاں میں لے گے۔حیات کا بکھرا حلیہ ،لال آنکھیں ،ننگے پاؤں وہ ICUڈاکٹر اسے فورن ترستی نگھاؤ سے وارڈ کے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد ڈاکٹر آن اس کے سامنے کھڑا تھا وہ اس سے پوچھنے کی ہمت بھی نہیں کر پا رہی تھی۔ساکت کھڑی وہ ڈاکٹر کی آواز سنانا چاہتی تھی۔جب نور آئی جو اس کی حالت جان چکی تھی۔

"ڈاکٹر عادی ٹھیک ہے--"۔نور نے پوچھا تو حیات نے آنکھیں میچ لی۔

"عادی اب خطرے سے باہر ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس کا خیال رکھیے گا۔اب آپ اس سے مل سکتی ہیں۔"۔ڈاکٹر نے کہا تو وہ سر اٹھاتی بھاگتی روم میں داخل ہوئی۔آہستہ

آہستہ چلتی اس کے بستر کے پاس کھڑی ہو گی۔آنسوؤں نے آنکھوں سے آج سمندر بہا دیا تھا اس نے عادی کے ماتھے پر ہونٹ رکھے تو آنسو عادی کے چہرے پر گرے۔

"امی ،امی۔ "عادی نے چھوٹے سے نازک ہونٹوں سے اسے پکارا تھا۔

"ہاں ہاں میں یہی ہوں بیٹا۔ماں یہی ہے تم سو جاؤ۔ماں کہی نہیں جا رہی۔"

حیات نے اتنا کہا تو وہ سو گیا۔حیات اسے ساری رات تکتی رہی۔

"میرا بیٹا ،میری اولاد۔۔۔"وہ عادی کو دیکھ کر مسکرائی تھی۔آج وہ ان بچوں کو دل سے تسلیم کر چکی تھی۔۔"

اردو ناول اور سٹوریز کی سب سے بڑی ویب سائٹ
www.urdunovelbank.com

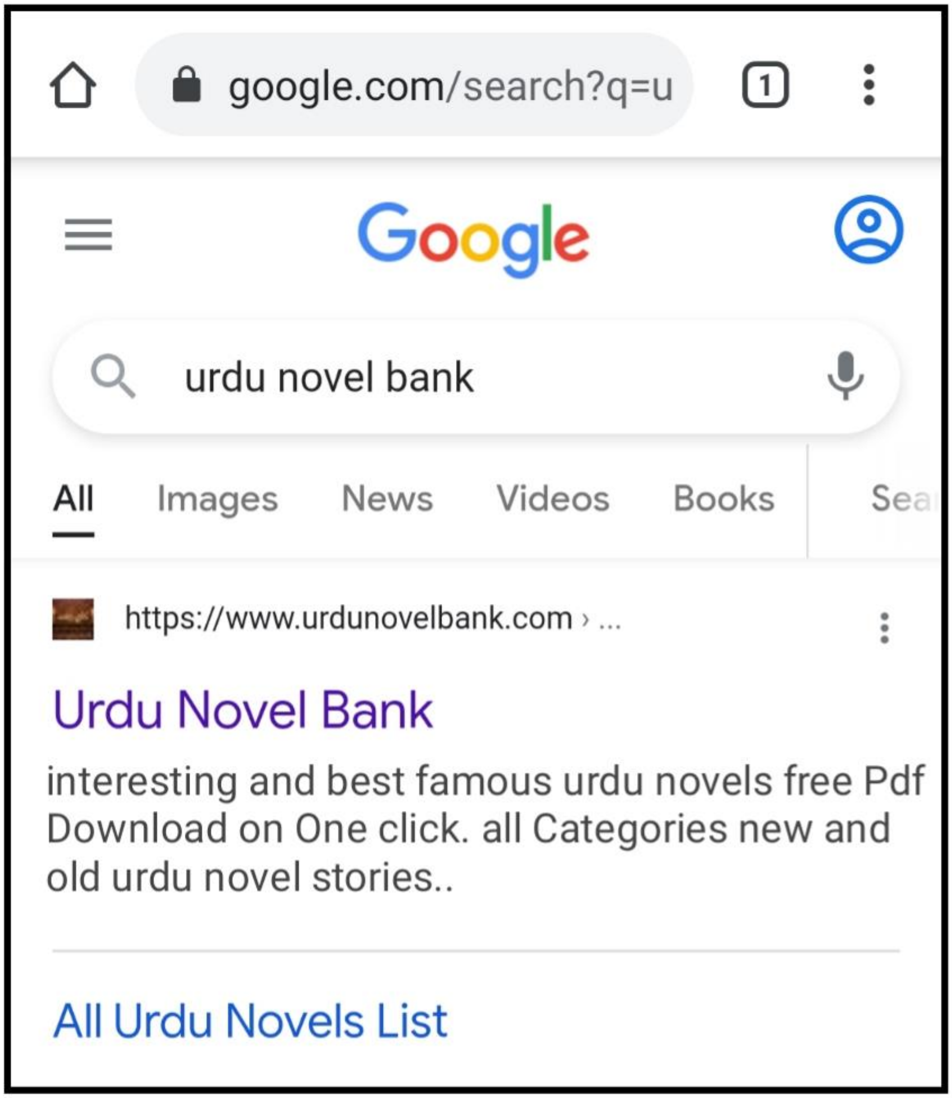

Urdu Novel Bank website
جہاں ملے آپ کو نئے
اور اچھے معیاری ناول
تمام کیٹگری میں۔۔۔
گوگل پر ٹائپ کریں
Urdu Novel Bank
اور ویب سائٹ سے
ڈاؤنلوڈ کریں ہزاروں
مکمل ناول مفت میں

حال

"عادی اور ذوی میرے پاس امانت ہیں حمزہ کی۔اس مردہ ضمیر زمانے میں اس کی حفاظت کرو گی میں ہمیشہ کرو گی۔صرف اس لئے نہیں کہ یہ میری زمیداری ہے۔۔اس لئے بھی کہ اس زمیداری نے میرے اندر ممتا بھر دی ہے۔"

"امی امی۔۔"۔ذوی دوڑھتی اس کی گود میں بیٹھ گی۔

امی عادی تنگ کر رہا ہے مجھے۔عادی حذیفہ کے پاس بیٹھ گیا۔

"حزی انکل میں آپ کو کچھ کہو گیا۔"

حذیفہ ، عادی کے اسے حزی کہنے پر ہنسا تھا اور حیات کو دیکھ کر اسے دیکھنے لگا تھا۔

"جی چھوٹے نواب۔"

"کیا میں آپ کو ابو کہہ سکتا ہوں۔پلیز میرے ابو نہیں ہے۔پلیز آپ میرے ابو بن جائے میں سب کو بتاؤ گا میرے پاس بھی ابو ہے وہ بھی ہندسوم سے۔پلیز ----"۔عادی نے اسے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا۔حذیفہ نے حیات کو دیکھا تھا۔جہاں یہ صاف ظاہر تھا عادی جو کہہ رہا ہے اس کی ہی خوائش ہے جسے اس ننھے وجود نے آواز بخشی ہے۔

"عادی بیٹا بی اماں کو کہو جلدی کھانا لگائے."

"پھر امی میں حزی کو۔"

"بیٹا اچھے بچے امی کی بات مانتے ہیں۔ "حیات سے پہلے ہی وہ بول پڑا تھا۔عادی اس کی بات سنتا ذوی کو لے کر چلا گیا۔

دونوں کے درمیان کچھ لمحے خاموشی رہی۔عادی کی بات سے حیات کا ذہن میں نور کی گزشتہ رات کی گئی بات گردش کرنے لگی۔رات کہی بار وہ اس بارے میں سوچ چکی

تھی۔مردہ ضمیر کی دنیا میں اسے ایک مرد کی ضرورت تھی اور حذیفہ اس کی نظر میں مرد کہلانے کے لائق تھا۔کچھ سوچتی اس نے بات کرنا مناسب سمجھا تھا۔

"مجھے گھوما کر بات کرنا نہیں آتی۔سیدھی کہو گی۔جو بات عادی نے کہی اس بارے میں سوچنا ضرور۔ میں عادی اور ذوی کی ماں ہوں۔امید ہے مجھے سمجھنے کی کوشش کرو گے۔۔۔۔۔کھانا تیار ہے چلیں۔"

حذیفہ چلا گیا تھا وہ آج پھر اسی بالکنی میں کھڑی تھی ہمیشہ سے وہ وہی کھڑی رہتی تھی اور نور ہمیشہ اسی جگہ آکر اس سے بات کرتی تھی۔ امن کے ماحول میں کی گئی بات مثبت اثرات لایا کرتی ہے۔نور یہ اچھے سے سمجھ گئی تھی۔لیکن آج اس نے بات نہیں

کی تھی ایک کپ حیات کو پکڑا کر دوسرا خود پکڑ کر شپ لے رہی تھی۔جب اسے خاموش پا کر حیات نے اسے بتایا۔

"میں نے حذیفہ سے بات کی تھی۔"

"کس بارے میں ؟" نور جان پر انجان بنی کیوں کہ وہ اس سے ہی سنانا چاہتی تھی۔

"شادی کی۔"

"ہمم تو کیا کہا اس نے۔"

"کچھ نہیں"

"کچھ نہیں۔"اب کی بار نور نے مڑ کر اسے دیکھا تھا.

"میں نے عادی اور ذوی کے بارے میں اپنے تمھارے اور امی کے بارے میں سب بتایا۔ سوچ رہا ہو گا۔"

"کیوں حیات، یہ سن کر وہ کیسے ہاں کرے گا۔ تم شادی کر لیتی ، میں عادی اور ذوی کو سنبھال لیتی۔"

"کب تک تمھاری بھی زمیداری ہے مجھ پر امی سے وعدہ کیا تھا میں نے۔ تمھارا فرض بھی ادا کرنا ہے مجھے۔۔"۔دونوں کچھ دیر خاموش رہے اور پھر حیات بولی۔

اگر حذیفہ مردہ ضمیر نہ ہوا تو فیصلہ میرے حق میں ہو گا اور اگر وہ بھی معاشرے کے مردہ انسانوں میں سے ہوا تو میرا ضمیر ابھی زندہ ہے۔ سو جاؤ کافی دیر ہو گی ہے اب۔۔۔"چائے کا شپ لے کر حیات نے نور کو حکم سنایا تھا۔اس کے جانے کے بعد وہ پھر سے سوچنے لگی تھی۔

"حذیفہ کہاں کھوئے ہو؟" اس کے دوست نے اسے خاموش بیٹھے دیکھا تو پوچھا۔

"اس نے مجھے شادی کے لئے پوچھا ہے۔"

"کس نے حذیفہ۔؟"

"حیات نے۔"۔اس کا دوست کرسی سے اٹھ کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر بیٹھ گیا۔

"مذاق کر رہے ہو۔ہے نہ۔"

"نہیں۔یہی سچ ہے۔"

"تو تم نے کیا سوچا۔"اس نے حذیفہ کے چہرے پر نظریں گھاڑ دی۔حذیفہ نے اسے آنکھ اٹھا کر دیکھا۔

"مردہ ضمیر کی دنیا میں زندہ انسانیت کی مورت ہے وہ اور حذیفہ نے اس کے قدموں میں سر رکھ دیا۔حذیفہ کی بات اس کے اقرار کا ثبوت تھی۔"

ختم شد

جوائن ناول بینک فیس بک گروپ

www.facebook.com/groups/NovelBank

انسٹاگرام پر ناول بینک کو فالو کریں

www.instagram.com/pdfnovelbank

بہترین اور اچھی اچھی اردو سٹوریز پڑھنے کے لئے یہ یوٹیوب چینل سبسکرائب کریں۔

https://youtube.com/channel/UCQo-i6Ll32LDErKmnsfQ5MQ